رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

شرح چندہ
ہندوستان میں سالانہ عام ۔ طلباء ۔ مستورات ۔ غرباء ۔
ششماہی ۔
انشاء اللہ ہر جمعہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

فاروق

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷ ۔ ۱۴ ۔ ۲۱ ۔ ۲۸ ۔

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۳۶ء | نمبر ۳۵

جناب پیر اکبر علی صاحب پلیڈر ایم ایل سی
شہر فیروز پور
Ferozepore

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) ایام زیر اشاعت میں یکم فروری کو ۲ بجے بعد دوپہر کی ٹرین سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سندھ کے سفر پر تشریف لے گئے۔ حضور کے ہمرکاب حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے ۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے ۔ مولوی عبد المغنی خان صاحب ناظر بیت المال ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج نور ہسپتال ۔ بابو فضل احمد صاحب بٹالوی ہیں۔ مقامی امیر مکرمنا خانصاحب مولوی فرزند علی کو مقرر فرمایا ہے۔ (۲) اسی ٹرین سے مختلف ممالک بیرون ہند کے لئے احباب ذیل تبلیغ کیلئے روانہ ہوئے۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس لنڈن کو ۔ شیخ نذیر احمد صاحب ابن بابو فقیر علی صاحب اسٹیشن ماسٹر اور مولوی نذیر احمد صاحب پنشنر سیالکوٹی مغربی افریقہ کو مولوی عبد الواحد سماٹری جاوا کو ۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے ۔ اور میاں محمد شریف صاحب و عزیز احمد صاحب بعض دیگر ممالک کیلئے تحریک جدید کی طرف سے ۔ خدا تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

سٹیشن پر کثیر مجمع احباب کا اپنے مبلغین کو رخصت کرنے کیلئے موجود تھا۔ مجاہدین کو ہار پہنائے گئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے سب مجاہدین کو شرف معانقہ کی عزت بخشی اور پھر تمام حاضرین سمیت دعا فرمائی اور گاڑی نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ روانہ ہو گئی۔

(۳) ریتی چھلہ کے احاطہ سے احراری لفنگوں کو ۳۱ جنوری بروز جمعہ مداخلت بے جا روکنے پر چوہدری منگو خان اور شیخ سراج دین دو احمدیوں کو جو اسی ڈیوٹی پر صدر انجمن نے اپنے احاطہ ریتی چھلہ کی حفاظت پر لگائے ہوئے تھے مقامی پولیس نے گرفتار کر کے مجسٹریٹ علاقہ کے پاس پیش کر دیئے تھے۔ جو زیر حوالات تھے ۴ فروری کو ان کے مقدمہ کی سماعت بٹالہ میں مجسٹریٹ علاقہ کی عدالت میں ہوئی۔ جن کو غیر مجرم سمجھکر بری کر دیا۔ اور وہ شام کو پانچ بجے کی گاڑی سے جب قادیان بخیریت تمام فائز المرام واپس آئے تو مقامی نیشنل لیگ نے بڑی شان کے ساتھ اسٹیشن سے لیکر ان کے گھر تک ان کا جلوس نکالا۔

(۴) ریتی چھلہ کے احاطہ مقبوضہ صدر انجمن احمدیہ کے متعلق جو مجسٹریٹ علاقہ نے حکم دیا تھا۔ کہ اس کے راستے عام گذرنے والوں کے لئے ایک ہفتہ تک کھول دیئے جاویں اس حکم کے خلاف نظر ثانی کی درخواست بھی مجسٹریٹ نے نامنظور کر دی۔ جس کی نگرانی کیلئے فیصلہ وغیرہ کی نقول حاصل کرنے کی درخواست دیگئی۔ مگر آج ۴ فروری تک نقول نہیں ملیں۔ نقول حاصل ہونے پر نگرانی دائر کی جائے گی۔

مکرر یاد دہانی

جن [illegible] فاروق اور جن خریداران کا چندہ فاروق ختم [illegible] فہرست گذشتہ اشاعت میں شائع کی گئی تھی۔ انمیں سے جن دوستوں نے اپنا بقایا اور چندہ سال رواں ارسال کر دیا ہے۔ اور جن احباب نے اطلاعی کارڈ لکھ دیئے ہیں۔ کہ ان کو وی پی نہ بھیجا جاوے وہ بذریعہ منی آرڈر یا نظارت بیت المال چندہ روانہ کر دینگے ان کا شکریہ۔ اور باقی اصحاب کیخدمت میں دوبارہ عرض ہے کہ وہ فہرست میں اپنے نام کو ملاحظہ فرما کر جلد چندہ ارسال فرما کر یا اطلاع دیکر مشکوری کا موقع بخشیں۔ ایک ہفتہ کی مزید مہلت ان کے انتظار کیلئے رکھی جاتی ہے۔ ورنہ ۱۴ فروری کے بعد ایسے دوستوں کے نام وی پی

عازمان حج کیلئے ضروری اعلان ﴿ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مسرز ٹرنر مارلیسن اینڈ کمپنی بمبئی کے دو جہاز ایس ایس "اسلامی" "اکبر" علی الترتیب زیادہ سے زیادہ ۹ فروری و ۱۳ فروری ۱۹۳۶ء کو جدہ کی طرف براستہ کراچی روانہ ہونگے ۔ (ناظر امور خارجہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

جلد ۲۰ قادیان دارالامان مورخہ ۷ر فروری ۳۶ء نمبر ۳۹

اہل پیغام کی ظالمانہ بددیانتی اور یہودیانہ تحریف

پیغامیوں کے چوٹی کے مبلغ سید مدثر شاہ صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام "عقائد احمدیہ متعلق نبوت محمدیہ" ہے۔ یہ کتاب ایک پیغامی دوست نے مجھے مطالعہ کے لئے عطاء فرمائی۔ میں نے باوقات مختلف اس کے بعض بعض مضامین پڑھے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۸-۱۹-۲۰ پر "ایک اعتراض اور اس کا جواب" سید مدثر شاہ صاحب نے لکھا ہے۔ جس کو پڑھ کر میری حیرت کی کوئی انتہاء نہیں رہی۔ دنیا میں اختلاف ہوتا ہے۔ عقائد کا بھی اختلاف باہمی پایا جاتا ہے۔ لیکن اپنے مزعومہ عقائد کے اثبات کے لئے بھی ایک شریف اور خدا پر ایمان رکھنے والا انسان کبھی ایسا نہیں کرتا کہ مخالف عقیدہ والوں کے سامنے جھوٹ اور شرارت سے غلط اور جعلی بات لکھ کر اپنے عقائد کی صحت کا ثبوت دے۔ ایسا انسان جو اپنی طرف سے ایک جھوٹی بات بنا کر اپنے مخالف فریق پر حجت قائم کرنا چاہے وہ اہل علم وعقل اور مہذب سوسائٹی میں نہایت نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور پھر اس کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں رہتا۔ مگر اہل پیغام کے لئے کس قدر شرمناک اور ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کہ ان کے سب سے اعلےٰ بلند پایہ مبلغ سید مدثر شاہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ اس ثبوت میں پیش کیا ہے کہ اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ پہلے بگڑے تھے۔ پھر ان کی اصلاح ہو گئی۔ مگر اصلاح کے بعد دوبارہ بگڑینگے۔ اور خباثت میں ترقی کرینگے۔ اعتدال اور تصدیق کے بعد بدزبانی اور تکذیب کی طرف واپس ہونگے۔ اور غلو کرینگے۔

کتنی تیرہ بختی اور دیدہ دلیری ہے۔ جو سید مدثر شاہ صاحب کے قلم سے نکلی ہے۔ اور اہل پیغام نے اس پر مُہر خموشی لگا کر اپنی بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس شخص کو ایسا افترا کرتے ہوئے اتنا بھی نہ سوجھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو حوالہ اپنے باطل دعویٰ کے ثبوت میں نقل کرنے لگا ہوں۔ وہ کسی خفیہ یا زبانی روایت کی بناء پر لکھ کر شائع نہیں ہو چکا بلکہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی ایسی مشہور کتاب میں خود حضورؑ کے دست مبارک سے لکھا جا کر شائع ہو چکا ہے۔ جس کتاب کا نام "انجام آتھم" ہے۔ اور جو قریباً قریباً ہر ایک خواندہ احمدی کے پاس موجود ہے یا دستیاب ہو سکتی ہے۔ نایاب اور نادرالوجود کتاب نہیں۔ اگر میرے اس نقل کردہ حوالہ کو کسی احمدی نے اصل کتاب سے مقابلہ کر دیکھا۔ تو وہ میرے حق میں کیا خیال کرے گا۔ سوائے اس کے کہ یا تو مجھے اجہل اور جہل مرکب سمجھیگا یا پھر بڑا خائن اور بددیانت سمجھکر تین حرف مجھ پر پڑھ دے گا۔

ناظرین! حیران ہوں گے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کب اور کس کتاب میں اپنے قبیلہ اور خاندان کے حق میں جس سے مراد سید مدثر شاہ صاحب کے ذہن رسا کے مطابق اہل بیت و فرزندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ نہ کہ آپ کی برادری کے کوئی دور کے رشتہ دار۔ ایسا فرمایا ہے۔ کہ وہ پہلے بھی ایک دفعہ بگڑے تھے۔ مگر اس وقت ان کی اصلاح ہو گئی۔ پھر کسی وقت دوبارہ بگڑیں گے۔ اور خباثت و دشمنی میں ترقی کرینگے۔ اور تکذیب بعد تصدیق کے مرتکب ہونگے۔ اور غلو میں زیادتی کرینگے۔ سو میں آپ کی اس حیرانی کو عالی جناب معلٰی القاب بڑے حضرت بڑے مبلغ۔ بڑے عالم۔ بڑے فہیم۔ بڑے عقیل فخر پیغام زبدۃ المناظرین عمدۃ المتکلمین رئیس الخائنین سید مدثر شاہ صاحب علیہ ما علیہ کی زبان قلم سے ابھی دور کئے دیتا ہوں۔ سنیئے سب سے بےبصیرت سید صاحب اپنے اس ادعاء باطل کے ثبوت میں کہ

"حضرت صاحب کی کتابوں سے (ایک کتاب سے نہیں۔ بلکہ کئی کتابوں سے۔ فاروق) یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلو (یعنے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو زمرۂ انبیاء میں سمجھنا اور آپ کو مدعی نبوت غیر تشریعی بتانا فاروق) آپ کے قبیلہ اور خاندان (یعنے ام المومنین رضؓ اور آپ کے لخت جگر فرزندان رشید۔ فاروق) سے شروع ہو گا۔"

ایک فارسی حوالہ انجام آتھم صفحہ ۲۲۳ سے اہل پیغام

کیا آپ فاروق کی ایک کاپی کے خریدار نہیں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہوئے نقل کرکے اس کا ترجمہ فرماتے ہیں۔

"اور میرا کُنبہ بہت جلدی دوسری دفعہ بگڑنے کی طرف رجوع کرے گا۔ اور خباثت اور دشمنی میں ترقی کرے گا۔ پس اُس روز امر مقدر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگا۔ کوئی شخص اس کے فیصلہ کو رد نہیں کر سکتا اور اس کی بخشش کو روک نہیں سکتا۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ انہوں نے پہلی عادتوں کی طرف میلان کر لیا ہے۔ اور ان کے دل سخت ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے۔ اور خوف کے دنوں کو بُھلا دیا ہے۔ اور زیادتی اور تکذیب کی طرف پھر واپس ہو گئے ہیں۔ پس بہت جلدی خدا کا امر اُن پر نازل ہوگا۔ جب وہ دیکھے گا۔ کہ انہوں نے اپنے غلو میں زیادتی کر لی ہے۔ اور خدا کسی قوم کو سزا نہیں دیتا۔ جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ ڈرتے ہیں"

یہ ہے وہ ثبوت اہل پیغام کے سید المحرفین بڑے حضرت سید مدثر شاہ صاحب کا جو آپ نے امام المتقین سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے آپ نے اس مفتریانہ دعویٰ کا پیش کیا ہے۔ کہ حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہے۔ میرا قبیلہ یعنی میری اولاد اور اہل بیت پہلے بھی ایک دفعہ گمراہ ہوئے تھے۔ مگر اس وقت ان کی اصلاح ہو گئی تھی۔ پھر جلدی ہی دوبارہ وہ اپنی پہلی عادتوں کی طرف میلان کرکے خباثت اور دشمنی میں ترقی کرینگے۔ اور تصدیق کے بعد دوبارہ تکذیب کرینگے۔ اس مضمون کا چونکہ یہ موضوع نہیں ہے کہ میں اس کی تردید کروں۔ سردست تو مجھے اہل پیغام اور ان کے مبلغ ناکام اشرالانام کی کرتوت دکھانی مقصود ہے۔ کہ جو امر مسیح موعود علیہ السلام کی کسی تقریر یا تحریر میں صراحتہً چھوڑ اشارۃً یا کنایتہً بھی نہیں ہے وہ اپنی طرف سے بنا کر دونوں جہاں کی روسیاہی خریدی۔ لہذا میں

چیلنج کرتا ہوں

کہ امیر المحرفین سے لے کر سید الخائنین تک ان کے چھوٹے اور بڑے۔ اگلے اور پچھلے۔ زندے اور مُردے سب مل کر بھی ولو کان بعضہم لبعض ظہیراً اگر اس قسم کا کوئی حوالہ جس میں اشارہ بھی مدثر شاہی افتراء کا پایا جاتا ہو۔ بذریعہ پیغام نقل کرکے پیش کر دیں۔ تو میں شرعی حلف اٹھا کر **خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر** عہد کرتا ہوں۔ کہ تا حیات خود میں کبھی اہل پیغام کے خلاف ایک حرف بھی نہ لکھوں گا۔ نہ زبانی کوئی مخالفت کروں گا۔ اور اگر وہ نہ دکھا سکیں۔ اور ہر گز نہ دکھا سکیں گے۔ تو پھر سوائے اس کے کہ ان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا مقرر ہو چکی ہے۔ جو اس آیت میں ازل سے موجود ہے۔

لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین

اس کو قبول فرما دیں۔ کیا کوئی پیغامیوں میں ایسا ہے کہ اس ابدی لعنت سے اپنے سید الخائنین کو بچا لے؟ دیدہ باید۔

ثنائی مشن
حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایڈیٹر اہلحدیث کی شہادت

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے کسی مدعی کی صداقت کو معلوم کرنے کے لئے کئی معیار لکھے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ جھوٹا مدعی نبوت جان سے مارا جاتا ہے۔ اور خدا پر افتراء کرنے والا جلد دنیا سے برباد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:۔

(۱) "نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں۔ وہاں یہ بھی ہے۔ کہ کاذب مدعی نبوت کو سرسبزی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔" (مقدمہ تفسیر ثنائی صکا۔ ایڈیشن اول)

(۲) "دعویٰ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی کھائے گا۔ ہلاک ہوگا۔" (حوالہ مذکور حاشیہ)

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے۔ کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا اور زہر کھانا ایک برابر ہے۔ جس طرح زہر کھا کر کوئی آدمی نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح جھوٹا مدعی نبوت ہرگز ہرگز طبعی عمر نہیں پاتا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ امر مسلّم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت و رسالت و وحی و الہام تھا۔

(اہلحدیث ۱۲ جون ۱۹۰۸ء)

نیز مولوی ثناء اللہ صاحب کے حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام پر ایمان نہ لانے اور ناجائز مخالفت پر کمربستہ رہ کر مخلوق خدا کو دھوکہ دیکر گمراہ کرتے رہنے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مولوی صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت کاذبہ کا ہے۔ اور مولوی صاحب کے مندرجہ بالا حوالہ سے ثابت ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا اور زہر کھانا برابر ہے۔ اور ایسا کرنے والا جان سے مارا جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام قتل کئے گئے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ طبعی موت سے آپ کا وصال ہُوا۔ جس سے مولوی ثناء اللہ صاحب انکار نہیں کر سکتے۔ دیکھو مرقع قادیانی جون ۱۹۰۸ء

پس ثابت ہُوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعویٰ میں صادق اور راستباز تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے۔ اگر آپؑ نعوذ باللہ جھوٹے ہوتے۔ تو قتل کئے جاتے۔ جیسا خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اگر میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے تباہ کرنے کے لئے آپ کی کوششوں کی ضرورت نہ تھی۔ میں خود اپنے افترا اور شامت اعمال کی وجہ سے تباہ ہو جاتا۔ یہ بات عقل سلیم قبول نہیں کر سکتی کہ مفتری کو ایک ایسی لمبی مہلت دی جائے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت سے بھی زیادہ ہو کیونکہ اس طرح امان اُٹھ جاتا ہے۔ اور کوئی مابہ الامتیاز صادق اور کاذب میں قائم نہیں رہتا" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۷)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اور زبردست ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ کہ احمدیت کے بدترین دشمن کے بتائے ہوئے معیاروں پر آپ پورے اُترے۔ مبارک ہیں وہ جو اَب بھی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو کر خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔ اور بد بخت ہی وہ انسان جو آفتاب نصف النہار کا چمگادڑ کی طرح انکار کرے۔ وما علینا الا البلاغ۔

(خاکسار محمد عبد الحق مجاہد امرتسری $\frac{2}{36}$ ۔۲)

طالب علم کی زندگی کا مقصد

اس میں شک نہیں۔ کہ والدین کا اپنی اولاد کو تعلیم دلانے سے کوئی خاص مطلب ضرور ہوتا ہے۔ ایک چاہتا ہے۔ کہ میرا بیٹا وکالت پاس کر کے وکیل بنے۔ دوسرے کی ڈاکٹری کی آرزو ہے۔ تیسرا کوئی اور اعلےٰ عہدہ چوتھا عام سرکاری نوکری پانچواں زراعت میں مہارت۔ چھٹا تجارت کی ترقی مانگتا ہے غرض مختلف شکلوں سے دولت اور رسوخ حاصل کرنا مدنظر ہوتا ہے۔ اور یہی کچھ ابتداء ہی سے اپنے بچے کے سامنے بیان کیا جاتا ہے۔ گو طالب علمی کے زمانہ میں ہر ایک بچہ یہ خیال بہت کم کرتا ہے۔ کہ جو کچھ میں پڑھتا یا سیکھتا ہوں۔ اس کا مقصد اصلی صرف یہ ہے۔ کہ میرے گھر بہت سا چاندی سونا آجائے۔ میرے ماں باپ امیر بن جائیں۔ لیکن ماں باپ کے دلوں میں یہ خیال کم و بیش ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ اگرچہ یہ خیال عموماً خود غرضی اور تنگدلی پر مبنی نہیں۔ مگر ایک طالب علم کو اپنی تحصیل علم سے یہ غرض مقصود رکھنی کہ وہ نوکری کرنے یا دولت کمانے کے لئے تعلیم پاتا ہے اور اس کی زندگی کی غایت یہی ہے۔ تو اس سے طالب علم کی ہی نہیں بلکہ انسانیت کی بھی ذلت ہے۔ پس حصول دولت کے لئے اپنی زندگی کو وقف کرنا ذلیل ترین مقصد ہے جو طالب علم کی زندگی کا ہو سکتا ہے۔

آرام طلبی جس طرح تحصیل دولت طالبعلم کی زندگی کا اصل مقصد نہ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح آرام طلبی سے بھی بدرجہ اولےٰ کنارہ کشی لازم ہے۔ آرام طلبی ظاہر میں گو تو ایک بے ضرر لفظ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ ایسی جڑ ہے جس کی شاخوں سے بے شمار عیب نکلتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ کس طرح یہ امر ممکن ہے کہ طالب علم کے ساتھ آرام طلبی کو جمع کیا جاسکے۔ کیونکہ ترقی کو روکنے اور انسانی حضائل کو زائل کرنے کے لئے ہر شخص کی زندگی کے واسطے عموماً اور طالب علم کے لئے خصوصاً آرام طلبی سے بدتر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ آرام طلبی زیادہ تر امیر طالب علموں میں پائی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ صرف یہی نہیں۔ کہ ایک طالب علم تحصیل علم میں ناکامیاب رہ جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ناکامی تو یقینی ہے۔ بلکہ اور بہت سی باتوں میں ناکام رہتا ہے۔ وہ عموماً لباس میں تکلف کرتا ہے۔ کھانے میں تکلف کرتا ہے۔ خود نمائی اور خود آرائی کے علاوہ وہ اپنے گرد و پیش ایک ایسی بے وقوف اور خود بین طالب علموں کی جماعت اکٹھی کر لیتا ہے۔ جو ایسے امیر طالب علموں کی بے وقوفی سے غریب ہو کر فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ لہٰذا طالب علم کو ہمیشہ آرام طلبی سے سخت متنفر رہنا چاہیئے۔ طالب علم کی زندگی میں اگر کوئی چیز ناقابل رشک ہونی چاہیئے۔ تو اس کی مساوات ہے وہ بہت بڑا اور مضر طریق بود و باش اور طرز تعلیم ہے جس میں طالب علموں میں دولت کے لحاظ سے یا رسوخ کے لحاظ سے یا ذات کے لحاظ سے یا لباس کے لحاظ سے یا کسی اور لحاظ سے تمیز کی جائے۔ اور جن چیزوں کے عدم یا وجود کو طلباء کی قسمت اور کوشش سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کی وجہ سے بعض طلباء کی زیادہ عزت کرنا اور بعض کی کم۔ ایسا فعل ہے۔ جو ایک مہذب انسان سے کبھی سرزد نہیں ہو سکتا۔ صرف دو چیزیں ہیں جو ہر جگہ اور ہر وقت دیکھنی چاہئیں۔ **نیکی اور لیاقت**۔ یہی دو چیزیں ہیں۔ جن کو ہر جگہ ترجیح ہونی چاہیئے۔ پس طالب علم کو نیکی اور لیاقت کی وجہ سے فوقیت دینی تو ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر طلباء میں ترقی کی خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے سوا ہر چیز کی عزت کرنا تو ذلت ہی یا غلامی۔

وصیت نمبر ۴۴۸ منکہ صالحہ جان بنت پیر منظور محمد قوم شیخ ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ر جنوری ۱۹۱۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد منقولہ اس وقت ایک ہزار روپیہ قیمت کی ہے اور جائداد غیر منقولہ ایک مکان مشترکہ واقع قادیان جو آٹھ مرلہ کے قریب ہے اور جس کے تین طرف حضرت خلیفہ اول رضؓ کا مکان ہے اور ایک طرف گلی ہے اس کا نصف حصہ میرا ہے۔ اور نصف حصہ میری چھوٹی ہمشیرہ حامدہ مرحومہ کا ہے ان دونوں کے متعلق میں وصیت کرتی ہوں کہ مابعد الموت دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصول کرے اس مالیت مذکورہ کے علاوہ وفات کے بعد اگر کوئی اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو اس میں سے بھی دسواں حصہ وصول کر لیا جائے۔ اور میری نعش مقبرہ بہشتی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان دفن کرے۔ فقط۔ المعبد۔ راقمہ موصیہ صالحہ بقلم خود $\frac{1}{15}$ ۱۴۔

گواہ شد۔ میر محمد اسحٰق۔

گواہ شد۔ منظور محمد بقلم خود

کیا آپ فاروق کی کوئی امداد نہیں کر سکتے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروق کی اپیل
اور
اُس کی رفتار سماعت!

فاروق کے متعلق خاکسار ایڈیٹر نے جو تحریک بصورت اپیل احباب کے سامنے پیش کی تھی۔ اس میں نہایت اختصار کے ساتھ فاروق کی موجودہ حالت کا نقشہ دکھایا گیا تھا۔ اور فاروق کی توسیع اشاعت کے لئے جو سات تجاویز لکھی تھیں۔ میرا اپنا خیال تھا۔ اور ہے کہ وہ نہ تو کوئی ناواجب اور نا قابل برداشت بوجھ تھا جو قوم پر ڈالا گیا ہو۔ نہ وہ کسی طبقہ کے احمدی احباب کے لئے مشکل یا طاقت سے بالاتر تھا۔ اس میں اس قدر آسانیاں پیدا کردی تھیں کہ ہر ایک احمدی زیادہ نہیں تو ایک سال کے لئے تو ضرور ہی ان تجاویز پر عمل کرنے کو محض بہ نیت ثواب و امداد آمادہ ہو جائے گا۔ اور قومی پریس کی کمزوری کو محسوس کر کے کسی قدر ضرور توجہ کرے گا۔ گو میں ابھی صحیح طور پر تو کوئی نتیجہ اپیل کا بتلا نہیں سکتا۔ کیونکہ میں اب تک احباب کی جانب سے ایسی بے پروائی کا متوقع نہیں۔ جیسی کہ اس وقت تک کی رفتار سے ظاہر ہو رہی ہے۔ مگر تاہم اگر یہی رفتار اپیل کی سماعت کی رہی تو پھر اقوام کی سرد مہری کا کھلے الفاظ میں شکوہ کرنا غیر بجا نہ ہوگا۔

میں نے سابقہ خریداران کی فراخدلی پر یقین کر کے ان کو نہایت ہلکا سا بوجھ اٹھانے کے لئے ذیل کی تجویزیں عرض کی تھیں۔

پہلی تجویز یہ تھی۔ کہ موجودہ خریداران بغیر کسی استثناء کے حسب حیثیت اور وسعت اپنے حلقہ اثر کے کم از کم ایک ایک جدید خریدار عطاء فرماویں۔ یا جو بزرگ کسی کو خریداری فاروق کے لئے تحریک کرنا مصلحتاً یا اپنی شان کے خلاف سمجھکر پسند نہ کریں۔ تو وہ اپنی جیب سے ایک یا دو خریدار کا چندہ ایک سال کے لئے عطاء فرماویں تو ان کی طرف سے کسی نادار احمدی یا شائق اخبار اور طالب حق غیر احمدی کے نام پرچہ جاری کر دیا جائے گا۔

دوسری تجویز جو اس پہلی تجویز کو قابل قبول اور آسان ترین کرنے کے لئے تھی وہ یہ تھی۔ کہ ہر ایک جدید خریدار کو دو روپیہ کی کتابیں مفت انعام دی جائیں گی۔ بشرطیکہ وہ ایک سال کے لئے خریداری منظور کر کے پیشگی چندہ عطاء فرماویں۔ اور جو سابقہ خریدار اپنے سواء ایک جدید خریدار دیں گے ان کو بھی دو روپیہ کی کتابیں مفت انعام ملیں گی۔ بشرطیکہ وہ بھی اپنا چندہ سال رواں کا پیشگی ارسال کر دیں۔ اس طرح دونوں خریداروں کو چار روپیہ کی وہ کتابیں جو سلسلہ کے لئے مفید اور تبلیغی مضامین سے پُر ہوں۔ مفت مل سکتی ہیں۔ اور اخبار نصف قیمت میں پڑ جاتا ہے۔ اس سے زیادہ کونسی آسان تجویز خریداران قدیم و جدید کے لئے ہو سکتی ہے۔ جس میں انکو ہم ثواب و ہم خرما کے مطابق فاروق کی امداد اور سلسلہ کی تبلیغ کا ثواب بھی حاصل ہو جائے اور مالی لحاظ سے بھی نصف قیمت میں سال بھر اخبار لے کر فائدہ حاصل ہو۔

تیسری تجویز۔ سابقہ خریداران کی خدمت میں یہ پیش کی تھی کہ فاروق کے ذمہ جو بوجہ کمی اشاعت ہر سال قرض ہو کر زیر باری بڑھتی گئی ہے۔ اس کی ادائیگی کے لئے موجودہ خریداران میں سے صرف پچاس باہمت خریدار صرف ایک سال کے لئے ایک ایک روپیہ ماہوار بطور امداد فاروق دینا منظور کریں۔ اور یہ امداد جو یکمشت ادا کرنا مشکل خیال کریں۔ وہ سہ ماہی وار تین تین روپیہ پیشگی عطاء فرما سکتے ہیں۔ اور ان کی یہ امداد ہی ان کا سالانہ چندہ سمجھا جائیگا۔ اس سے علاوہ کوئی مزید چندہ اخبار کا اس ایک سال کے لئے نہیں لیا جائے گا۔ اور انکو سرپرست قرار دیا جائیگا۔

چوتھی تجویز۔ سابقہ خریداران سے یہ عرض کی گئی تھی۔ کہ فاروق کی زیر باری قرضہ سے مخلصی دلانے کی خاطر اگر موجودہ خریداران میں سے پچاس خریدار اتنی ہمت کریں کہ بجائے چار روپیہ سالانہ کے وہ صرف ایک سال کے لئے پانچ روپیہ سالانہ چندہ فاروق کا پیشگی عطاء فرماویں تو فاروق کا بہت سا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ اور پچاس دوستوں کو صرف ایک ایک روپیہ زائد ایک سال کے لئے نہ کہ ہمیشہ کے لئے امداداً عطا کر دینا کوئی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں جو اُٹھایا نہ جا سکے۔ اور وہ معاون سمجھے جائینگے

پانچویں تجویز۔ سابقہ خریداران کے سامنے یہ پیش کی تھی۔ کہ فاروق کو زیر باری سے نکالنے کے لئے موجودہ خریداران میں سے اگر ایک سَو ایسے خریدار اُٹھ کھڑے ہوں۔ جو صرف ایک سال کے لئے ۸ر ماہوار عطا فرماتے رہیں۔ تو فاروق کی گردن قرضہ کے نیچے سے نکل جائے گی۔ اور یہ امداد ۸ر ماہوار کی اگر یکمشت ادا نہ کر سکیں تو سہ ماہی وار ایک روپیہ آٹھ آنہ یا ششماہی وار تین روپیہ پیشگی عطا فرماویں۔ اور یہ امداد ہی ان کا سالانہ چندہ ہو گا۔

کیا آپ فاروق کے لئے ایک خریدار بھی پیش نہیں کر سکتے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے علاوہ کوئی چندہ فاروق کا اس ایک سال کے لئے ان سے نہیں لیا جائے گا۔ اور

چھٹی تجویز۔ اسی ادائگی قرضہ فاروق کے متعلق یہ پیش کی تھی۔ کہ اگر موجودہ خریداران فاروق بک ایجنسی کی کتابوں میں سے جو ناول یا لغو کتابیں نہیں ہیں۔ بلکہ سب کی سب نہایت مفید اور تبلیغ احمدیت کے لئے زبردست لٹریچر کی ہیں۔ جن کی قیمت بھی اسی غرض کے لئے کہ کسی طرح فاروق کا قرضہ اوتر جائے نصف سے کم کر دی گئی ہے۔ اور انکی فہرست بھی اخبار میں شائع ہو چکی ہے۔ صرف ایک ایک روپیہ کی کتابیں خرید لیں۔ تو احسان بھی ہوگا۔ اور انکو کوئی نقصان بھی نہ ہوگا۔ بلکہ حسب مثل مشہور کہ

"بہتوں کی لاٹھیاں ایک کا بوجھ"

کے مطابق فاروق کی ادائگی قرضہ میں امداد کا ثواب بھی حاصل ہو جائے گا۔ اور صداقت اسلام اور سلسلۂ مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بیش قیمت لٹریچر بھی مل جائے گا۔

یہ چھ تجویزیں میں نے موجودہ خریداران کو متوجہ کرنے کے لئے عرض کر دی تھیں۔ اور میرا خیال پختہ تھا۔ کہ فاروق کے خریدار جو دل سے سلسلہ کے وقار کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور احمدیت کی تبلیغ کو کثرت سے پھیلانے کے خواہشمند ہیں وہ ضرور ان سب تجاویز پر حسب حیثیت عمل فرما کر ایک مہینے کے اندر اندر فاروق کو زندہ رکھنے اور اس کے بوجھ کو ہلکا کرنے کی نیت سے باوجود عدم گنجائش کے بھی لبیک کہیں گے۔ اور فراخدلی سے اس میں حصہ لیں گے۔ مگر میری حیرت کی نہ پوچھو کہ موجودہ خریداران نے سوائے پانچ چھ ہمدردوں کے جن کا ذکر انشاءاللہ میں آئندہ اشاعت میں اسموار کروں گا۔ کسی کو احساس نہیں ہوا۔ اور کسی نے بھی یہ گوارا نہ کیا۔ کہ فاروق کی اس دردمندانہ اور قابل سماعت اور لائق قبول اپیل کا ایک کارڈ لکھ کر اچھا یا برا ہاں یا نہ کا جواب ہی دیدیتے۔ جس کا مجھے بہت ہی گلہ ہے۔

یہیں تک میری حیرت اور افسوس کی حالت ختم نہیں ہو جاتی۔ اس سے بڑھ کر قابل افسوس یہ صورت ہے۔ کہ بعض نہیں بلکہ اکثر احباب نے فاروق کی اس اپیل کو ایک نظر سے پڑھنا بھی گوارا نہ فرمایا۔ اور دس پندرہ منٹ کا وقت بھی اس کے لئے نہ نکالا کہ اس کو ایک مرتبہ اول سے آخر تک ملاحظہ تو فرما لیتے۔ باوجودیکہ میں نے اپیل پہ توجہ کرنے کے لئے جلی حروف میں یہ بھی لکھدیا تھا۔ کہ

"پرچہ اول سے آخر تک ایک دفعہ ضرور ملاحظہ فرمالیں۔ بند کر کے نہ رکھ چھوڑیں"

اس پر بھی میری آواز ان کے گوش مبارک تک نہ پہنچی۔ اس لئے کہ فاروق کی آواز ہی نہایت دھیمی اور کمزور ہے۔ بقول مشہور ؎

کون سنتا ہے کہانی میری ؎ وہ بھی پھر ہائے زبانی میری

اس لئے میں پھر ایک دفعہ اپنے ہمدردوں اور خیر خواہوں اور فاروق کے معاونین سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ضرور فاروق کی اپیل کو ایک بار ملاحظہ فرما کر کوئی جواب تو عطا فرما دیں۔ خواہ انکار سے یا خدا توفیق دے تو اقرار سے نہ کہ خاموشی سے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ غلام فاروق کے یہ ایام مصیبت تو گذار ہی دیگا۔ خواہ فاروق کو بند کر کے یا جاری رکھ کے۔ جیسی بھی مشیت الٰہی ہوگی۔ اور امید ہے کہ ؎

چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند

مگر مجھے آپ پر ہمیشہ کے لئے گلہ اور شکوہ رہے گا۔ اور فاروق کے بند ہونے کا الزام ابد الآباد تک آپ کے سر مڑھا جائے گا ۵

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

سردست تو میں نے موجودہ خریداران کو توجہ دلانے کے لئے یہ ضمیمہ اپیل کا لکھا ہے۔ لیکن ایسے جن دوستوں کے نام میں نے اپیل اور ساتھ کارڈ جواب کے لئے ارسال کیا تھا۔ جو فاروق کے خریدار نہ تھے۔ یا پہلے کسی زمانہ میں تھے۔ ان کی طرف سے جو کچھ جواب ملا یا مل رہا ہے۔ اس کو انشاءاللہ آئندہ شائع کروں گا۔ اور اسموار کروں گا۔ خصوصاً اپنے مرکزی احباب کا شکوہ جن کو کارڈ بھی بھیجے اور اپیل بھی۔ اور پھر ان کی طرف سے لاپرواہی اور عدم توجہی جو کچھ ہوئی صاف لفظوں میں کروں گا۔ اور جن کی جانب سے اظہار ہمدردی اور حوصلہ افزائی ہوئی۔ ان کا شکریہ ادا کر کے مشکور ہوں گا۔ (ایڈیٹر)

امراض دندان کا مشہور و معروف پائیرس دواخانہ!

جو دوست میٹھے۔ ٹھنڈے۔ خوشبودار منجن استعمال کر کے صرف منہ کے اندر کے حصہ کو خوشبودار بنانا چاہتے ہیں۔ وہ میری دوائیاں منگوانے کی تکلیف نہ فرماویں۔

میری تین قسم کی دوائیاں جن کو بار بار کشتہ کر کے بڑی محنت اور جانفشانی سے بوٹیاں اور ان کی جڑھوں کو حاصل کیا ہے ان ادویات میں ملایا گیا ہے۔ یہ ادویات دانتوں کے خون۔ مسوڑوں کی پیپ۔ منہ کی فاضلہ گندی بدبودار رطوبت کو زائل کرتی ہیں۔ اور ان کا اثر مسوڑوں کے اندر تک ہوتا ہے جس سے وہ جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ جو دانتوں کے درمیان مسوڑوں میں رہکر گندہ مادہ پیدا کرتے رہتے ہیں۔ **پائیرس لوشن۔ پائیرس پوڈر۔ پائیرس کریم**۔ ان کی اجماعی قیمت باوجود اس قدر محنت کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ ہر احمدی بھائی فائدہ اٹھا سکے۔ قیمت صرف ۱/۸ عہ

(خاکسار۔ فقیر احمد خان احمدی ماہر امراض دندان)

(پائیرس دواخانہ جالندھر چھاؤنی پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احراری مشن

مُسلمانوں کی تباہی کیلئے احرار کے کارہائے نمایاں

(۵)

احرار کی قادیان میں آمد اور شورش کا عُمدہ موقعہ

یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ بدی کی ابتداء بہت خفیف ہوتی ہے۔ اگر اس وقت اس پر قابو پا لیا جاوے۔ تو انسان کامیاب ہو جاتا ہے۔ پر اگر ابتداء میں لاپرواہی سے کام لیا جائے۔ تو پھر آہستہ آہستہ بدی کرنے والے کے دل پر ایسا زنگ لگ جاتا ہے۔ کہ اس کو بڑی سے بڑی بدی بھی بھلی معلوم ہونے لگ جاتی ہے۔ چنانچہ اسی اصل کے ماتحت احراری لیڈروں نے بھی پہلے دوسروں کو ہندوؤں کے ہاتھوں میں آلہ کار بن کر اسلام کو تباہ کرتے دیکھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ خود بھی ایسی کارروائیاں شروع کر دیں۔ کہ جس سے ان کو حقیقت اسلام سے بہت حد تک نفرت پیدا ہو گئی تھی اس لئے انہوں نے سوچا۔ کہ ہم نے اسلام کو مٹانے کی سر توڑ کوشش کی۔ ہندوؤں کے آلہ کار بن کر بیخ کنی کی کوشش کی۔ کانگریس میں شامل ہو کر ہم نے اسلام کو تباہ کرنا چاہا۔ خلافتی بن کر مسلمانوں کا بیڑا ہم نے غرق کرنا چاہا۔ عدم تعاون کی تحریک کو ہم نے کامیاب بنانے کی جد و جہد کی۔ نہرو رپورٹ کی ہم نے تائید کی۔ بغاوت مالابار میں ہم نے جہاد کیا۔ کشمیریوں کی تباہی کے لئے سر توڑ کوشش ہم نے کی۔ غرض جس طرح اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کوششیں ہو سکتی تھیں۔ سب ہم نے کر ڈالیں۔ مگر ہر بار ناکام رہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ چنانچہ انہوں نے جب تھوڑا سا غور کیا۔ تو ان کو معلوم ہو گیا۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان نے ہر موقعہ پر مسلمانوں کو ان کے پنجہ سے چھڑایا۔ اور انہوں نے ہی اسلام کی کشتی کو ہمیشہ بھنور سے نکالا۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ پہلے ان کو ہی مٹانے کی کوشش کرو۔ اس لئے انہوں نے جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان میں ڈیرا لگانے کی ٹھانی۔ مگر ان کو معلوم نہ تھا۔ کہ جب جماعت احمدیہ کے چند افراد ان کی تمام کھیل کو ہر جگہ خاک میں ملا دیتے تھے۔ اور اسلام کی ناؤ مشکلات سے بچا کر لے جاتے تھے۔ تو اب بھلا احمدیت کے مرکز میں چند احرار یا اشرار کی کیا حیثیت ہو سکتی تھی۔

احرار کی قادیان آنے کی غرض

اب سوال باقی یہ رہ جاتا ہے کہ ان احرار کو یہ جرأت کیونکر ہوئی۔ کہ احمدیت کے مرکز قادیان پر حملہ آور ہوں؟ جبکہ سالہا سال سے احمدیت کی تنظیم اور قوت عمل کا ان کو تلخ تجربہ ہو چکا تھا۔ اس عقدہ کا حل بالکل آسان ہے۔ یہ ہمیشہ دشمنان اسلام کے آلہ کار بن کر کام کرنے کے عادی تھے۔ ان کی اسی بد عادت سے دشمنان اسلام نے فائدہ اٹھایا تھا اور ان کو اپنا آلہ کار بنا کر قادیان بھیجدیا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کی اس جگہ آمد کا گہرا تعلق کشمیر کی سیاست سے ہے۔

احراری کشمیر کی سیاست میں بیجا دخل دیکر سخت ناکام و نامراد ہوئے۔ اور اس وجہ سے پبلک ان سے سخت بدظن ہو گئی۔ اور تمام پنجاب کے مسلمانوں میں سخت بے اعتمادی پھیل گئی۔ اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ پنجاب میں کشمیر کے معاملہ میں مسلمانوں نے بہت بڑی دلچسپی لی تھی۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے زیر قیادت امام جماعت احمدیہ کشمیریوں کی امداد میں بہت نمایاں کام کیا تھا۔ اور وقت آ گیا تھا۔ کہ کشمیر میں مسلمان ان کی کوششوں کے ثمرات سے متمتع ہوتے۔ لیکن چین چینی ترکستان اور روس کے درمیان ایسے سیاسی حالات پیدا ہو گئے۔ کہ جس سے گلگت۔ تبت کی سیاسی وضعیت کو انگریزوں کی نظر میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہو گئی۔ واقف کار لوگ اس سے خوب آگاہ ہیں۔ کہ گلگت پر قبضہ کرنے کے لئے انگریزوں کی آنکھ دیر سے لگی ہوئی تھی۔ نئے پیدا شدہ حالات میں انگریزوں نے طبعی طور پر چاہا کہ پنجاب کے لوگ کشمیر کے معاملات میں مزید دخل نہ دیں۔ اور اس کے لئے حکومت پنجاب نے کارکنان تحریک کشمیر کو پیغام بھی پہنچائے۔ مگر کشمیر کے لئے سچا درد رکھنے والوں نے اپنے پروگرام کو نہ چھوڑا۔ جس کا آخر نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت کشمیر کو حکومت پنجاب کی مدد سے ایسے وسائل اختیار کرنے پڑے۔ کہ جن کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ مسلمانان پنجاب بجائے کشمیر کے معاملات میں الجھنے کے خود اپنے گھر میں ایک دوسرے سے الجھ پڑیں۔ اور اس مہم کو سرانجام دینے کے لئے احرار سے بڑھ کر ان کو کوئی آلہ کار نہ ملا۔ کیونکہ احرار پہلے ہی ہر قسم کی ذمہ واریوں سے آزاد ہو چکے تھے۔ اور ان کی گزشتہ تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ یہ ہر ایسی تحریک میں دوسروں کے آلہ کار بن جایا کرتے ہیں۔ جس سے مسلمانوں کے مفاد کو سخت نقصان پہنچتا ہو۔ چنانچہ یہ بتایا جا چکا ہے۔ کہ کانگریس تحریک کو کامیاب بنانے کی خاطر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ اس کے آلہ کار بنے۔ خلافت کی تحریک۔ ہجرت کی تحریک۔ عدم تعاون۔ نان کوآپریشن کی تحریک کے لئے یہی آلہ کار بنے۔ اسلامی درسگاہوں کو خراب کرنے۔ ملازمتوں کو چھڑوانے اور مسلمانوں کو بیکار بنا کر ان کو ہلاک کرنے کے لئے ان کو آلہ کار بنایا گیا۔ مالابار کی تباہی اور ملکانوں کی شدھی کے وقت یہی ہندوؤں کے آلہ کار بنے۔ نہرو رپورٹ کی حمایت اور جداگانہ انتخاب کی مخالفت کے لئے احرار کو ہی آلہ کار بنایا گیا۔ کراچی کے خونچکاں مظاہرہ میں احراری آلہ کار بنے۔ الور کا فساد اور کپورتھلہ میں مسلمانوں کی تباہی انہی کی بدولت واقع ہوئی انجنیئرنگ کالج لاہور کی شورش ان کی بدولت رونما ہوئی۔ کشمیریوں کو تباہ کرنے کے لئے یہ آلہ کار بنے۔

غرض شومیٔ قسمت سے یہ ایسے آلہ کار ہیں۔ کہ جن سے ہر موقعہ پر دشمن اسلام ان کے آگے چند لقمے ڈال کر مسلمانوں کی تباہی کی گھڑیاں قریب سے قریب کرتا چلا آرہا ہے۔ اور قلاش مولوی جو کیا بلحاظ دنیا کے اور کیا بلحاظ دین کے اپنی کم مائیگی۔ اور فرومائیگی اور تہی دستی سے شہرۂ آفاق ہیں۔ وہی احراری اس جیتھ بازی کے لئے ڈھول پیٹنے والے ثابت ہوئے۔ جنہوں نے اپنے فتوؤں کے ذریعہ گاندھی جی مہاراج کو دہلی کی شاہی مسجد کے ممبر وعظ پر بطور ایک مصلح اور ہادیٔ زمان کے کھڑا کیا۔ اور انہوں نے ہی شردھانند جیسے دشمن اسلام کو جامع مسجد دہلی میں بلایا۔ اور ممبر وعظ پر کھڑا کیا چنانچہ اخبارات میں یہ واقع ان الفاظ میں شائع ہوا جو الفضل ۳۰ مئی ۱۹۱۹ء میں نقل کیا گیا۔

"۴ اپریل کو جامع مسجد دہلی میں ان اشخاص کے لئے جو ۳۰ مارچ کو گولیوں سے ہلاک ہوئے تھے دعا کی گئی۔ قریباً ۳۰ ہزار اشخاص جمع تھے۔ نماز اور خطبہ کے بعد ہندوؤں کو بڑی آزادی سے مسجد میں آنے کی اجازت دی گئی سیکرٹری انجمن نعمانیہ نے ممبر پر چڑھ کر تقریر کی۔ اسی اثناء میں سوامی شردھانند صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ تمام مجمع آپ کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا۔ سوامی صاحب کو ممبر پر کھڑا کیا گیا۔ اور آپ سے تقریر کے لئے درخواست کی گئی۔ یہ نظارہ عجیب تھا۔"

اس کے علاوہ انہی لوگوں نے مسٹر گاندھی کو بالقوۃ نبی تسلیم کیا۔ چنانچہ یہ واقعہ بھی محمد عمر صاحب اسسٹنٹ سرجن لکھنؤ نے اخبارات میں ان الفاظ میں شائع کرایا۔ "مولوی محمد اسحٰق عرف ظفر الملک ہمارے پرانے دوست نے رفاہِ عام کے جلسہ میں فرمایا۔ اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی۔ تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے" (الفضل ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

آج یہ حالت ہے۔ کہ وہی احرار کے مفتی اور ڈھولچی مولوی اپنے فتوؤں سے مسلمانان پنجاب کے درمیان ایک نیا ہنگامہ قائم کر رہے ہیں۔ اور جا بجا اُن احمدیوں کی مخالفت کو اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔ جنہوں نے ہر موقعہ پر مسلمانوں کی مدد کی۔ نہ مالی مدد سے دریغ کیا۔ اور نہ جانی مدد سے ہچکچائے۔

احمدیوں کے عقاید کوئی آج نئی بات نہیں نصف صدی سے وہ انہی عقائد کی اشاعت برملا کرتے چلے آرہے ہیں۔ درحقیقت یہ وہ پالیسی ہے جس کو اختیار کر کے حکومت کشمیر اور حکومت پنجاب ان احراریوں کے ذریعہ معاملات کشمیر سے ہمدردان کشمیر کو بے توجہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب احرار ان کانگرسیوں کے ساتھ جو حکومت کو تباہ کرنے کے درپے تھے۔ تو یہی حکومت ان احرار کو اسی طرح تباہ کرنا چاہتی تھی جس طرح کانگرسیوں کو۔ مگر آج احمدیوں کے مقابلہ میں ان کی پیٹھ ٹھونکی جا رہی ہے۔ کیونکہ یہ جماعت مسلمانان ہند کے مرتبہ پروگرام جو انہوں نے کشمیر کی نجات کے لئے تیار کیا تھا کے ماتحت معاملات کشمیر میں بدستور سابق کوشاں ہیں۔

احرار کے اندر فرعونی روح

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کے لوگوں کو کسی کے خلاف یہی بہترین ذریعہ ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کے سیاسی اور مذہبی جذبات کو بھڑکا دیا جائے۔ چنانچہ فرعون نے جب موسیٰؑ کو قتل کرنے کا اعلان کیا۔ تو ساتھ ہی قوم کے مذہبی اور سیاسی جذبات کو بھڑکا دیا۔ چنانچہ اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے۔

ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ ط انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظھر فی الارض الفساد ط (پارہ ۲۴ ع ۶) یعنی فرعون نے یہ اعلان کیا۔ کہ اب میں موسیٰؑ کو قتل کر کے چھوڑونگا۔ اور دیکھوں گا۔ کہ اس کو میرے ہاتھوں سے کون بچا سکتا ہے؟ جس خدا کو یہ بار بار پیش کرتا ہے۔ بے شک اس کو بھی اپنی مدد کے لئے بلا لے۔ اس اعلان کے بعد اس کو خدشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ ملک میں اس کے خلاف شورش کھڑی ہو جاوے۔ اس لئے اس نے لوگوں کے سیاسی اور مذہبی جوش کو اُبھارتے ہوئے کہا کہ اے مذہبی لوگو! میں اس واسطے (حضرت) موسیٰؑ کو قتل کرنا چاہتا ہوں کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ تمہارے دین کو خراب کر دیگا۔ اور تم کو بے دین اور مرتد کر دیگا۔ اور پھر اے سیاسی لوگو! میں اس واسطے بھی ان کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں ڈرتا ہوں۔ کہ (حضرت) موسیٰؑ کی وجہ سے ہر روز فسادات اور لڑائی ہی ہوتے رہیں گے۔ اور دوسری جگہ اسی مفہوم کو اس طرح بیان کیا کہ ان یخرجکم من ارضکم (سورہ طٰہٰ ع ۳) کہ تم کو ملک سے نکال کر تباہ و برباد کر کے اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وغیرہ۔

بالکل اسی روح کے ساتھ آج کل کے احرار لیڈر جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ابھی چند دنوں تک تو احراری لوگ جماعت احمدیہ کو یوں بدنام کرتے تھے۔ کہ احمدی انگریزوں کے جاسوس ہیں۔ مگر اب حکومت کے کان بھر رہے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ جماعت احمدیہ حکومت کے مخالف اور متوازی حکومت قائم کر رہی ہے۔ اور خود حکومت کا ساتھ دیکر ان کے اندرونی معاملات میں ایسے طور سے دخل دے رہے ہیں۔ کہ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ بیرونی دنیا سے ہٹ کر اپنے اندرونی معاملات میں مشغول ہو جاویں۔

غرض یہ احرار بھی فرعونیت کے رنگ میں رنگین ہو کر ایک طرف تو حکومت کے جذباتِ سیاسی کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف لوگوں کے مذہبی جذبات کو ابھار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ احمدی لوگ اسلام کے دشمن ہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ایک نیا نبی مان رہے ہیں۔ اور دیگر انبیاء کی ہتک کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے دین کو خراب کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو گمراہ۔ بے دین اور مرتد بنا رہے ہیں۔ حالانکہ جو خدمتِ اسلام احمدی کر رہے ہیں انکی نظیر ۱۳ سو سال سے ورے ملتی ہی نہیں۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ احرار نہ تو حکومت کے خیر خواہ ہیں۔ اور نہ مسلمانوں کے ہمدرد۔ یہ تو پیسے کے یار ہیں۔ اگر یہ لوگ حکومت کے خیر خواہ ہوتے۔ تو آئے دن نئی نئی شرارتیں کھڑی کر کے حکومت کے لئے باعثِ تشویش نہ بنتے۔ اور اگر مسلمانوں کے ہمدرد ہوتے تو جبکہ مسلمانوں کے اکثر لیڈر ان کو کشمیر کے معاملہ میں جتھہ بازی سے روکتے تھے۔ اور اہالیانِ کشمیر بھی ان کی حرکات کی مذمت کرتے تھے۔ اس وقت ان کو یا تو آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے ملکر کام کرنا چاہیئے تھا۔ اور یا پھر ایسی راہ اختیار کرنی چاہیئے تھی جس سے اصل کام کو نقصان نہ پہنچتا۔ اور اہالیانِ کشمیر کو فائدہ پہنچتا۔ مگر ان بے چاروں کو فائدہ پہنچانا تو درکنار الٹا ان کے نام پر ان کے یتیم بچوں اور بے کس عورتوں کے نام پر لاکھوں روپیہ جمع کر کے انکی مدد کرنے کی بجائے خود عیاشیوں میں اڑاتے اور خوب مالدار بن جاتے ہیں۔ اُن بے چاروں کے تو گھر بار نیلام ہوتے ہیں۔ مگر احرار کے لیڈر جو بے گھر اور بے در تھے۔ اُن یتیموں کے نام پر روپیہ جمع کر کے امیر کبیر بن جاتے ہیں۔ اور بڑی بڑی کوٹھیاں تیار کر لیتے ہیں پھر اگر یہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنے والے ہوتے تو نہرو رپورٹ کی حمایت کیوں کرتے؟ پھر اگر ان کو کچھ بھی اسلام کا پاس ہوتا تو جداگانہ انتخاب کی مخالفت میں ہندوؤں کے آلہ کار کیوں بنتے؟ پھر جبکہ مسلمانوں کو متفق اور متحد ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت کا مسئلہ زیر غور ہے۔ تو یہ کیوں بعض مسلمانوں کو الگ کر دینے پر ہندوؤں کے اشارہ کے ماتحت زور دیکر مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہے۔ کہ اگر ان کے قول کے مطابق جماعت احمدیہ کو الگ کر دیا جائے۔ تو ایک تو مسلمانوں کی اکثریت اقلیت میں بدل جائیگی۔ اور اس سے ان کے نمائندوں میں کمی واقع ہو جاویگی اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کو کم از کم ایک نشست ضرور مل جائے گی۔ اور اس طرح جو بات بظاہر یہ نہیں دیکھنا چاہتے۔ وہ ان کو دیکھنی پڑے گی۔ ان تمام باتوں کا صاف نتیجہ یہی ہے۔ کہ احرار اسلام اور مسلمانوں کے دلی دشمن ہیں۔ اور جس طرح بھی ان سے ہو سکتا ہے اسلام کو برباد کرنے کی اَن تھک کوشش کرتے رہتے ہیں اور جہاں سے روپیہ ملے اس کے عارضی دوست بن جاتے ہیں۔ اور اپنے ایسے رویہ سے ایک طرف تو حکومت پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کو اس قدر مکر و فریب میں دسترس ہو گئی ہے کہ دنیا کو جس طرف چاہیں جھکا سکتے ہیں۔ تا کہ حکومت ان سے ہر وقت مرعوب رہے۔ اور دوسری طرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جو لوگ حکومت کے خیر خواہ بنے ہوئے ہیں۔ ان کی دراصل کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ احراری لوگ ان کے دوستوں کو بھی اپنی چالاکیوں سے ان کے دشمن بنا سکتے ہیں۔ اور تیسرے یہ عام مسلمانوں کو خوش کر کے اُن سے روپیہ حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور سب سے بڑی اور چوتھی غرض یہ ہے۔ کہ اپنے آقایانِ نعمت ہندو قوم پر یہ ثابت کر دیں۔ کہ اگر وہ پھر کبھی مطلب براری کے لئے ان کو آلہ کار بنانا چاہیں۔ تو بے شک ان کو چند پیسوں پر خرید لیں۔ یہ ہر وقت اپنی قوم کو ان کے قدموں میں لا کر گرانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں گے۔

اور ہندوؤں پر بھی یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ کانگریس کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ دنیا میں احمدیت کا وجود باقی ہے۔ کیونکہ احمدی حکومت کا ساتھ کسی دنیاوی مطلب کے لئے نہیں دے رہے بلکہ اپنے مذہبی فرائض کے ماتحت اطاعت کو ضروری قرار دے کر ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ اس لئے ہندو بھی سوا راج حاصل کرنے کے لئے احمدیت کے پتھر کو درمیان سے اٹھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کہ یا تو احمدیت مٹ جائے۔ اور یا پھر ان کو حکومت کا دشمن بنا کر راستہ صاف کر لیا جاوے۔ اس لئے انہوں نے بھی ان دونوں امور میں کامیاب ہونے کی خاطر احرار کو ہی بہتر آلہ کار سمجھ رکھا ہے۔ اس لئے احراری ان ہر دو مقاصد کو سرانجام دینے کے لئے ہندوؤں کے آلہ کار بن کر ایک طرف عوام الناس کے جذبات بھڑکا کر احمدیوں کو مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف حکومت کو ان کے مخالف اُکسا کر ان سے متنفر کر رہے ہیں۔

اب یہ حکومت کا اختیار ہے

کہ وہ خواہ احراریوں کے دھوکہ میں آکر اپنی حقیقی اور سچی فرمانبردار منظم جماعت کو اپنا دشمن بنا لے اور خواہ وقت کی نزاکت اور احرار کی فریب کاری کو سمجھ کر اپنے پاؤں پر اپنے ہاتھوں تبر چلانے کی بجائے اپنی طاقت کو محفوظ کر لے ۞

(مرتبہ عبد الغفور (مولوی فاضل)

احمدی حجاج کی سہولت کیلئے ہم نے احمدی حجاج کی سہولت کیلئے اس سال خاص طور پر انتظام کیا ہے۔ جو احباب اس سال حج کیلئے جانا چاہیں۔ اگر وہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ تو ان کی سہولت کا ہر ممکن انتظام کر دیا جائے گا۔ پتہ یہ ہے:۔ (مینیجر صاحب اخبار سالار ڈنکن روڈ نمبر ۲۲۵ بائیکلا بمبئی نمبر ۸) خاکسار شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہل پیغام اور ایڈیٹر اہلحدیث

مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام نے آج کل سر اقبال کے استعفاء کے سلسلہ میں انجمن حمایت اسلام سے ایک اشتہار کے ذریعہ اپیل کی ہے کہ پیغامیوں کو حمایت اسلام کی ممبری سے علیحدہ نہ کیا جاوے۔ کیونکہ وہ تو مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ اور نہ کسی کلمہ گو کو خواہ وہ مرزا صاحب کا منکر ہی کیوں نہ ہو۔ کافر کہتے ہیں۔ اس لئے خدا کے واسطے حمایت اسلام اپنی ممبری سے خارج نہ کرے۔ مولوی محمد علی صاحب کے اس اشتہاری اپیل پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مندرجہ ذیل مضمون لکھا ہے جو ناظرین فاروق کیلئے بلفظہ نقل کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر اہلحدیث اپنی ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں "سر اقبال اور محمد علی" کی سرخی سے لکھتے ہیں۔ کہ

ڈاکٹر اقبال صدر انجمن حمایت اسلام نے تحریک پیش کی ہے کہ انجمن کو مرزائیت کے ہر قسم کے اثر سے پاک کیا جائے ورنہ میرا استعفاء منظور کیا جائے۔

اس پر مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ انجمن کی ممبری اور خدمات میں جماعت احمدیہ کا قادیانی صنف داخل نہیں۔ لاہوری صنف کے لوگ ہیں۔ اس لئے ہم بتاتے ہیں۔ کہ ہمارے عقائد ایسے نہیں کہ ہم کسی اسلامی انجمن سے خارج کئے جائیں۔ بڑا مسئلہ جس کی وجہ سے مسلمان احمدیت سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ نبوت مرزا کا مسئلہ ہے۔ سو ہم واضح طور پر بتاتے ہیں۔ کہ نہ ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ نہ مرزا صاحب نے خود نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے چند عقائد امور عامہ کی شکل میں بیان کئے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ ہم مرزا صاحب کے انکار کی وجہ سے کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے خود مرزا صاحب اپنے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے تھے کیونکہ وہ مدعی نبوت نہ تھے۔

ہماری رائے میں قادیانی اور لاہوری اصناف کے فیصلے کیلئے سب سے بہتر منصف خود مرزا صاحب ہی ہو سکتے ہیں۔ ان کے حق میں ان سے بہتر بلکہ ان جیسا بھی کوئی نہ ہوگا۔ اس لئے ہم مرزا صاحب ہی کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔ دونوں پارٹیاں غور سے سنیں۔

"احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسےٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا۔ اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے۔ کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا یظھر علےٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنے خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قوت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے۔ کہ جس قدر خدا تعالےٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو۔ تو بار ثبوت اُس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے ایک ہی فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور تھا۔ کہ ایسا ہوتا۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

ناظرین غور کریں۔ کہ مرزا صاحب آیت قرآنیہ سے اس امر کا ثبوت دیتے ہیں۔ کہ نبی کے واسطے امور غیبیہ پر بکثرت اطلاع پانا ضروری ہے۔ یعنی جس کو بکثرت اطلاع ملے وہ نبی ہے۔ اور یہ وصف ساری امت محمدیہ میں (بجز مرزا صاحب) کسی بزرگ کو حاصل نہیں۔ اس لئے مرزا صاحب سے پہلے کوئی نبی نہ ہو سکا نہ ہوا۔ اگر ہوئے تو مرزا صاحب ہی ہوئے۔ اسی لئے نبوت مرزا ایک ایسا وصف ہے۔ جو مخصوص بمرزا ہے۔ لاہوری جماعت مرزا صاحب کو محض مجدد کہتی ہے۔ وہ انصاف کرے۔ کہ محض مجدد تو امت میں بہت سے ہوئے ہیں۔ جن کو محمدی احمدی سب تسلیم کرتے ہیں۔ پھر ان میں کیا کمی تھی۔ کہ وہ نبی کے لقب سے محروم رہے۔ اور مرزا صاحب میں کیا مزیت تھی۔ کہ وہ نبی ہو گئے۔ بہر حال یہ ایک سوال ہے۔ نبی ہوئے یا نہ ہوئے اس سے ہماری بحث نہیں۔ سب سے مقدم یہ دیکھنا ہے کہ جس آیت سے مرزا صاحب دلیل لائے ہیں۔ وہ مجددوں کے حق میں ہے یا انبیاء و رسل (سلام اللہ علیہم) کے حق میں ہے۔

کچھ شک نہیں کہ انبیاء کرام کے حق میں ہے۔ پس مرزا صاحب کی پیش کردہ دلیل سے یہی ثابت ہے کہ وہ اپنے ادعاء نبوت کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

نوٹ ۔ مولوی محمد علی صاحب نے جو عقائد لکھے ہیں۔ انکی طرف سے ہمیشہ پیش ہوتے ہیں۔ اور ہماری طرف سے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اپنی شائع کردہ عقائد کے جوابات اہلحدیث ۱۹ مئی ۱۹۳۳ء میں مفصل درج ہو چکے ہیں۔ مگر ہمیں اس بحث کی طوالت میں جانے کی ضرورت نہیں۔ جبکہ مرزا صاحب کے الفاظ ہمارے سامنے ہیں کیونکہ

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے شہادت تیری!!

فاروق کا چندہ جلد ارسال کر دیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نمبر ۴۴۵۴ منکہ بشیرہ بیگم ...... زوجہ حسن دین صاحب قوم شیخ پیشہ × × عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۶/۱۱/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد صرف اس وقت ایک مکان پختہ واقع محلہ دارالرحمت قادیان دارالامان جوکہ پانچ مرلہ میں ہے۔ اس کو میرے خاوند نے حق مہر میں دے دیا ہے۔ اس کی قیمت اندازاً آٹھ سو روپیہ ہے۔ میں اس کے 1/8 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد۔ بقلم خود بشیرہ بیگم۔ گواہ شد۔ محمود احمد ہیڈ کلرک بقلم خود ۲۶/۱۱/۳۵ گواہ شد۔ نشان انگوٹھا حسن دین خاوند موصیہ۔

نمبر ۴۴۷۳ منکہ غلام زہرہ زوجہ شیخ غلام حسین صاحب قوم قریشی عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۱ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد صرف ایک ہزار روپیہ حق مہر ہے۔ جو کہ بذمہ شوہر ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی آج کی تاریخ سے میں صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو وہ رقم حصہ وصیت کردہ سے ادا شدہ شمار ہوگی۔ فقط

۳۰/۱۲/۳۵

العبد۔ غلام زہرہ زوجہ شیخ غلام حسین صاحب کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

گواہ شد۔ شیخ غلام حسین عفی عنہ کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

گواہ شد۔ کمترین محمد صدیق ٹھیکیدار سکنہ کیمبل پور حال پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کراچی۔

۳۰/۱۲/۳۵

نمبر ۴۴۶۳ منکہ عائشہ بیگم زوجہ عبدالرحیم صاحب قوم راجپوت بھٹی۔ پیشہ درزی عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۴ء ساکن محلہ دارالرحمت قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم دسمبر ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

میری جائداد حسب ذیل ہے۔

مبلغ ۲۰۰ روپیہ مہر۔ ایک سَو روپے کا زیور بذمہ خاوند ہے۔ کل تین سو روپیہ ہے۔ فقط

العبد۔ نشان انگوٹھا عائشہ بیگم زوجہ چوہدری عبدالرحیم صاحب۔ گواہ شد۔ بقلم خود عبدالرحیم خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ چوہدری محمد صدیق مولوی فاضل محلہ دارالرحمت قادیان بقلم خود۔

۱/۱۲/۳۵

نمبر ۴۴۶۹ منکہ حسن دین ولد غلام حسن صاحب قوم قریشی پیشہ نجار عمر ۳۰ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت صرف پانچ مرلے زمین جوکہ محلہ دارالرحمت قادیان میں واقع ہے اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ اس کی قیمت ۱۵۰ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میرا گزارہ ماہوار آمدنی پر ہے۔ جو کہ تخمیناً ۱۵ روپے ماہوار ہے۔ میں 1/10 کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اپنی آمدنی کا 1/10 حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔

میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ والسّلام

العبد۔ نشان انگوٹھا حسن دین۔

گواہ شد۔ محمد عبدالعزیز انسپکٹر بیت المال بقلم خود۔ گواہ شد محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال قادیان سکرٹری وصایا دارالرحمت قادیان ۱/۱۲/۳۵

نمبر ۴۴۷۵ منکہ دل محمد ولد وزیر محمد صاحب قوم ڈوگر پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن کھارہ ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ جو ہم پانچ بھائیوں میں مشترک ہے۔ میں اس کے 1/5 حصہ کا مالک ہوں۔ زمین زرعی بارہ گھماؤں۔ ایک مکان پختہ۔ جس کی قیمت اس وقت ساڑھے چار ہزار ہے اور اس کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں۔ میری تنخواہ ۴۵ روپے ماہوار ہے۔ میں تنخواہ کا حسب شرائط واقفین زندگی ادا کرتا رہوں گا۔ موجودہ وقت میں ۱۵ فیصدی وضع ہوتا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی کمی بیشی ہوگی۔ تو اس کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حصہ ادا کروں گا۔ اور نیز میں یہ بھی وصیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا ہوں۔ کہ مرنے کے بعد جو میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد۔ خاکسار دل محمد عفی عنہ۔ ۱/۳۶

گواہ شد۔ مرزا برکت علی احمدی کارکن دفتر دعوۃ و تبلیغ قادیان ۱/۳۶

گواہ شد۔ زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان ۱/۳۶

نمبر ۳۶۷۷ منکہ بشیر احمد ولد میاں محمد امین صاحب مرحوم قوم پراچہ پساول۔ پیشہ ملازمت۔ عمر ساڑھے بائیس سال تاریخ بیعت ۲۳ر نومبر ۱۹۲۳ء ساکن بھیرہ ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ر مئی ۱۹۳۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔

زرعی زمین واقعہ چاہات منہا سنوالہ خوجیاں والہ کوڑا داہ و ماموں والہ جن میں پہلے دو دو چاہات میں سے سولہویں حصہ کا تیسرے چاہ میں سے اڑتالیسویں حصہ کا اور چوتھے چاہ میں چونسٹھویں حصہ کا مالک ہوں۔ جن کی کل زمین تقریباً ۲۰ بیگھے بنتی ہے۔ جو میرے حصہ میں آتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک پکا رہائش کا مکان ہے۔ جس کی قیمت اندازاً چھ سو روپیہ ہے۔ اور مندرجہ بالا زمین کی قیمت موجودہ نرخ کے لحاظ سے اندازاً چار ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت اڑتالیس روپے چودہ آنے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ (دسواں حصہ) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط

6/5/32

العبد۔ بشیر احمد بقلم خود کلرک دفتر جائنٹ سکرٹری گورنمنٹ پنجاب سٹرالسفرڈ ڈیپارٹمنٹس لاہور

گواہ شد۔ غلام مصطفےٰ احمدی سب اسسٹنٹ سرجن سنٹرل جیل ہسپتال لاہور ۵/۳۲/۶

گواہ شد۔ خاکسار علی محمد عفی عنہ کلرک ملٹری اکونٹس لاہور ۵/۳۲/۶

نوٹ۔ یہ وصیت پہلے الفضل ۸/۳۲ جلد ۲۰ اور فاروق جلد ۱۷ الم ۳۶/۳۲ میں شائع ہوئی تھی اس میں ولدیت کی غلطی ہوگئی تھی۔ اور ایک فقرہ رہ گیا تھا۔ اس لئے دوبارہ شائع کی جاتی ہے۔

(سکرٹری مجلس کارپرداز)

نمبر ۳۶۶۱ منکہ رشیدہ بیگم بنت مرزا غلام اللہ صاحب مرحوم قوم مغل عمر تخمیناً ۴۲ سال پیدائشی بیعت ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو سکے۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے

مہر بمع زیور پندرہ سو روپیہ -/۱۵۰۰

العبد۔ رشیدہ بیگم بقلم خود ۲۹/۷/۳۲

گواہ شد۔ قریشی عبداللطیف بقلم خود شوہر

گواہ شد۔ مرزا برکت علی کارکن صدر انجمن احمدیہ شوہر موصیہ ۲۹ ۷/۳۲

نمبر ۱۰۱۸ منکہ زینب بنت احمد قوم جولاہا ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱۵ ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے پاس کوئی زیور نہیں ہے۔ اور اپنے مہر مالغہ ۱۵ روپیہ میں سے دسواں حصہ یعنی ۱/۸ روپیہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور کوئی مجھکو زیور وغیرہ یا جائداد غیر منقولہ وغیرہ اللہ تعالےٰ دے گا۔ تو اس میں سے بھی دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کر دیتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائداد پیدا یا ثابت ہوگی۔ تو اس کے اسی قدر حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

العبد۔ زینب بقلم مظہر قیوم ۱۱/۱۵ ۲۹ نشان انگوٹھا زینب

گواہ شد۔ مظہر حق بقلم خود۔ گواہ شد۔ افتخار احمد

نمبر ۲۸۵ منکہ صغریٰ بیگم بنت منشی صوفی احمد جان صاحب مرحوم و زوجہ مولوی حکیم نور الدین رضہ بھیروی و قادیانی ساکن لدھیانہ حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۲/۱۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

جس قدر زیور میرے پاس ہے اور جس کی قیمت اسوقت دو ہزار ہے اور جس پر میں بلا شراکت غیری قابض ہوں۔ اور وہ میری اپنی ملکیت ہے۔ اس کا ۱/۳ حصہ مقبرہ بہشتی میں دیا جاوے۔ اور مقبرہ بہشتی کے قواعد نافذالوقت کے ماتحت مجلس معتمدین یا جس کے ہاتھ میں انتظام ہو اسے صرف کرے۔

العبد۔ صغریٰ بیگم گواہ شد نور الدین شوہر موصیہ۔ 8/2/17

گواہ شد۔ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم بقلم خود۔ 8/2/17

گواہ شد۔ شیخ غلام احمد بقلم خود۔ 8/2/17

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر دفتر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)